AL-HAYAT Research Journal
Jlali Research Institute of Social Science, Lahore
ISSN (Online): 3006-4767
ISSN (Print):: 3006-4759
Volume 2 Issue 3 (April-June 2025)

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں اسلامی نظام کے قیام کے لیے عملی جدوجہد (ایک جائزہ)

Practical Struggle for the Establishment of an Islamic System in the Islamic Republic of Pakistan (A Review)

Rahat Sultana
PST Teacher, Government Girls Primary School Sarwar Chuhan Basti Khanpur Chachran Rahim Yar Khan, rahatsultanaesesm@gmail.com

Sadia Bano
M.A (International Relations) Senior Teacher in The Crescent Academy, Gulshan e Iqbal, Karachi, sadiabano0075@gmail.com

Dr Tanveer Huma Ansari
Assistant Professor Begum Nusrat Bhutto Women of Sukkur, tanveer.huma@bnbwu.edu.pk

Abstract

The Creator and Owner of the earth is Allah, and therefore His commands are supreme and must be enforced on it. A person who abandons Allah's guidance to follow his own desires or the dictates of others is considered a rebel and a polytheist. Allah sent humanity to this world with the instruction to live according to His commands and sent prophets to guide mankind in fulfilling this purpose. The final prophet, Muhammad (peace be upon him), established an Islamic state governed by Allah's law, demonstrating that a society can achieve peace, prosperity, and collective well-being when ruled by divine guidance. In my research paper, "Practical Struggle for the Establishment of an Islamic System in the Islamic Republic of Pakistan (A Review)," I argue that the implementation of Allah's law in Pakistan is essential for creating a just, harmonious, and progressive society.

Keywords: Owner of the Earth, Command of Allah, Last Prophet Muhammad, Islamic State, Law of Allah, Good Society

تمہید:

تاریخی شواہد سے ثابت ہوتا ہے کہ دنیا کی دو ریاستوں کے قیام کا مقصد اسلامی نظام کا عملی نفاذ تھا۔ اُن میں ایک ریاست مدینہ تھی، جسے جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے قائم کیا اور ان کے اصحاب اس ریاست کو وسعت دینے کا سبب بنے۔ اور دوسری ریاست اسلامی جمہوریہ پاکستان ہے۔ جسے متحدہ ہندوستان کے مسلمانوں نے اپنی مشترکہ جدوجہد کے بعد اسلامی نظام کے قیام کے لیے قائدِ اعظم محمد علی جناحؒ کی قیادت میں 14 اگست 1947ء کو حاصل کیا۔ لیکن قائدِ اعظم محمد علی جناحؒ کی زندگی نے ان سے وفا نہ کی اور وہ قیام پاکستان کے بعد ہی اس دنیا سے چل بسے۔ اور جس اسلامی قرآنی نظام کو قائم کرنے کے لیے وہ پر عزم تھے وہ پورا نہ ہو سکا۔ البتہ قیام پاکستان کے فوراً بعد ہی مختلف ادوار میں اسلامی نظام کے قیام کے لیے جدوجہد ہوتی رہی۔

اللہ کی حاکمیت کا تصور؟

یہ حقیقت ہے کے زمین کا خالق و مالک اللہ تعالیٰ ہے اس لیے حکم بھی اسکا ہی نافظ ہو گا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ۔ [1] "حکم صرف اللہ کا ہے"

اس کا مطلب یہ ہے کہ حاکمیت اور قانون سازی کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کو ہے اور یہ اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے جو ہمیں تعلیم دیتا ہے کہ انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین حتمی نہیں ہوتے، بلکہ سب سے بالاتر حکم صرف اللہ کا ہے۔

اللہ کی حاکمیت کا مطلب یہ ہے کہ صرف اللہ ہی حاکمِ مطلق ہے، وہی قانون بنانے اور فیصلہ کرنے کا حق رکھتا ہے، اس کے علاوہ کسی کی اطاعت یا حاکمیت اختیار کرنا شرک اور کفر ہے، اور یہ عقیدہ انسانی مساوات، عدل و انصاف، اور بھائی چارے پر مبنی معاشرتی نظام کا تقاضا کرتا ہے۔

ایک مقام پر ارشاد ہوا:

CC BY

اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَاۗءُ وَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۔[2]

"کیا تمھیں معلوم نہیں کہ آسمانوں اور زمین کی سلطنت اللہ ہی کے لیے ہے، وہ جسے چاہے عذاب دے اور جسے چاہے بخش دے، اور اللہ سب چیزوں پر قادر ہے۔"

اور ارشاد ہوا:

فَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ وَلَهٗٓ اَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّاِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ۔[3]

"کیا اللہ کے دین کے سوا کوئی اور دین تلاش کرتے ہیں حالانکہ جو کوئی آسمان اور زمین میں ہے خوشی سے یا لاچاری سے سب اسی کے تابع ہے اور اسی کی طرف لوٹائے جائیں گے۔"

قُلْ اِنَّ الْاَمْرَ كُلَّهٗ لِلّٰهِ ۔[4] "آپ کہہ دیجئے کہ سب کام کے (اختیار) اللہ کے بس میں ہیں۔"

اللہ کی زمین پر اللہ کا نظام:

اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے دنیا میں انبیاء کرام کو مبعوث فرمایا، تاکہ انسانوں تک اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچے اور وہ اللہ کی زمین پر اللہ کا نظام نافذ کریں۔

وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوْتَ مَلِكًا ۭ قَالُوْٓا اَنّٰى يَكُوْنُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا وَنَحْنُ اَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَلَمْ يُؤْتَ سَعَةً مِّنَ الْمَالِ ۭ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىهُ عَلَيْكُمْ وَزَادَهٗ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ ۭ وَاللّٰهُ يُؤْتِيْ مُلْكَهٗ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۔[5]

"ان کے نبی نے ان سے کہا بے شک اللہ نے طالوت کو تمہارا بادشاہ مقرر فرمایا ہے، انہوں نے کہا اس کی حکومت ہم پر کیوں کر ہو سکتی ہے اس سے تو ہم ہی سلطنت کے زیادہ مستحق ہیں اور اسے مال میں بھی کشائش نہیں دی گئی، پیغمبر نے کہا بے شک اللہ نے اسے تم پر پسند فرمایا ہے اور اسے علم اور جسم میں زیادہ فراخی دی ہے، اور اللہ اپنا ملک جسے چاہے دیتا ہے، اور اللہ کشائش والا جاننے والا ہے۔"

اور ارشاد فرمایا:

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاۗءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاۗءُ ۡ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاۗءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاۗءُ ۭ بِيَدِكَ الْخَيْرُ ۭ اِنَّكَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۔[6]

"تو کہہ دو اے اللہ، بادشاہی کے مالک! جسے تو چاہتا ہے سلطنت دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے سلطنت چھین لیتا ہے، جسے تو چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جسے تو چاہے ذلیل کرتا ہے، سب خوبی تیرے ہاتھ میں ہے، بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔"

اور ارشاد فرمایا:

وَاَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَاۗءَهُمْ۔[7]

اور یہ کہ آپ ان لوگوں میں اس کے موافق حکم کیجئے جو اللہ نے اتارا ہے اور ان کی خواہشوں کی پیروی نہ کریں۔"

ایک مقام پر ارشاد ہوا:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ۭ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـــًٔا ۭ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔[8]

"اللہ نے ان لوگوں سے وعدہ کیا ہے جو تم میں سے ایمان لائے اور نیک عمل کیے کہ انہیں ضرور ملک کی حکومت عطا کرے گا جیسا کہ ان سے پہلوں کو عطا کی تھی، اور ان کے لیے جس دین کو پسند کیا ہے اسے ضرور مستحکم کر دے گا اور البتہ ان کے خوف کو امن سے بدل دے گا، بشرطیکہ وہ میری عطاعت کرتے رہیں اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں، اور جو اس کے بعد ناشکری کرے وہی فاسق ہوں گے۔"

معروف اسلامی اسکالر ڈاکٹر شاکر حسین خان آیت مذکورہ کے تحت اپنے مقالے "آیت استخلاف کا قرآنی مفہوم میں لکھتے ہیں "آیت مذکرہ کے مخاطب اصحاب رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی ہمت بندھا رہا ہے تاکہ وہ کفار کی شر انگیزیوں سے دل برداشتہ نہ ہوں، مدینہ منورہ میں مکمل امن قائم ہوگا۔ کفار اور ان کے چیلے منافقین کی چالیں رائیگا جائیں گی۔ دوسری جانب دیگر مومنوں کو نصحت کی جارہی ہے کہ خلافت راشدہ کے قیام اور قرآنی نظام کے نفاذ کے بعد ناشکری نہ کرنا کہ قرآنی نظام کی مخالفت کرنے لگو اور اگر تم اس نظام کے مقابلے میں دوسرا نظام لاؤ گے تو فاسق کہلاؤ گے تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے لائے ہوئے قرآنی نظام کی اتباع کرو اسی صورت میں تم پر رحم کیا جائے گا یعنی تمہاری بہتری اور نجات اسی قرآنی نظام میں مضمر ہے۔"[9]

آیت مذکورہ کی پیش کی گئی پیش گوئی کے حالے سے یہ روایت بھی بڑی اہمیت کی حامل ہے جیسا کہ لکھا گیا ہے کہ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے زبور کے ایک نسخے میں ایک سو پچاس سورتیں دیکھیں جس کی چوتھی سورہ کے یہ الفاظ تھے۔

"اے داؤدؑ سنو اور سلیمانؑ سے کہدو کہ وہ لوگوں کو یہ بات بتادیں کہ زمین میری ہے، میں اس کا وارث محمد ﷺ اور ان کی امت کو بناؤں گا۔"

اس روایت کے درست ہونے کی تصدیق قرآن مجید کی اس آیت سے بھی ہوتی ہے جیسا کہ ارشاد ہوا:

وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ مِنْۢ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ ۔[10]

"اور بیشک ہم نصیحت کے بعد زبور میں لکھ چکے ہیں کہ بے شک زمین کے وارث میرے تعبیدار ہی ہوں گے۔"

اب جب نیک لوگوں کو زمین پر حکومت مل جاتی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کا عملی نفاذ کرتے ہیں، جیسا کہ ارشاد ہوا:

اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ۭ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ۔[11]

"وہ لوگ کہ اگر ہم انہیں دنیا میں حکومت دے دیں تو وہ نظام صلوۃ اور زکوۃ قائم کرتے ہیں اور نیک کام کا حکم کرتے اور برے کاموں سے روکتے ہیں، اور ہر کام کا انجام تو اللہ کے ہی ہاتھ میں ہے۔"

اب چونکہ نبوت کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے، امت محمدیہ انبیاء کرام کی وارث قرار پائی اور انبیاء کرام کے فرائض اس امت پر واجب کر دیئے گئے جیسا کہ ارشاد ہوا:

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ۔[12]

"تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لیے بھیجی گئی ہیں اچھے کاموں کا حکم کرتے ہو اور برے کاموں سے روکتے ہو اور اللہ کی تعبیداری کرتے ہو۔"

اللہ کے نظام کا مخالف:

اللہ تعالی کے نازل کردہ نظام کے مطابق زندگی بسر کرنا انسانوں پر واجب ہے، اور جو لوگ اقتدار مل جانے کے بعد بدل جاتے ہیں اور اللہ کے حکم کے خلاف حکومت کرتے ہیں ان کے لیے درجِ ذیل آیات نصیحت کے لیے کافی ہیں۔ ایک مقام پر ارشاد ہوا:

فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۚ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ۔[13]

"اور مجھ سے ڈرو اور میری آیتوں کے بدلے میں تھوڑی قیمت کے بدلے مت بیچو، اور جو کوئی اس کے موافق حکومت نہ کرے جو اللہ نے اتارا ہے تو وہی لوگ کافر ہیں۔"

اور ارشاد ہوا:

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۔[14]

"اور جو کوئی اس کے موافق حکومت نہ کرے جو اللہ نے اتارا ہے تو وہی لوگ ظالم ہیں۔"

اور ارشاد فرمایا:

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔[15]

"اور جو کوئی اس کے موافق حکومت نہ کرے جو اللہ نے اتارا ہے تو وہی لوگ فاسق ہیں۔"

قرآن مجید کی آیاتِ بینات سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالی کے نظام کی مخالفت کرنے والے کافر، ظالم اور فاسق ہیں۔

پاکستان میں اسلامی نظام کے قیام کے لیے کوششیں:

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں اسلامی نظام کے قیام کے لیے جو کوششیں کی گئیں ان نشاندہی کی جاتی ہے:

1۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے اَغراض و مقاصد کو 1949ء میں قراردادِ مقاصد کے ذریعے پیش کیا گیا تھا۔ یہ قرارداد، اسلامی جمہوریہ پاکستان کے پہلے وزیر اعظم نواب خان لیاقت علی خانؒ نے پیش کی تھی۔

نیز اس دستاویز کو 1973ء کے متفقہ اور پہلے دستور میں بطورِ دیباچہ و تمہید کے طور پر شامل کر دیا گیا ہے اور اس کے بعد 1985ء میں صدارتی حکم نمبر 14 کی رو سے دستور کی دفعہ 2۔الف کے تحت 1973ء کے دستور کا باقاعدہ اور مؤثر حصہ بنا دیا گیا ہے۔

2۔ 1951ء میں ملک کے 31 علماء کے تجویز کردہ 22 نکات ہیں۔ ان نکات کو اسلامی مملکت کے رہنما اُصول کی حیثیت سے پیش گیا تھا۔ علما کے یہ بائیس نکات اکثر و بیشتر دستورِ پاکستان میں شامل ہو چکے ہیں۔

3۔ اِس سلسلے کی تیسری کوشش وہ اہم دستاویز 1986ء ہیں جن میں مختلف مکاتبِ فکر کا تیار کردہ متفقہ شریعت بل ہے۔

جب جنرل محمد ضیاء الحق نے 1985 میں مارشل لاء اُٹھا کر جمہوریت کو دوبارہ جاری و ساری کرنے کا ارادہ کیا تو ضیا حکومت کا نعرہ "نفاذِ اسلام" کو عملی شکل دینے کے لیے تحریک زور پکڑ گئی۔ سینٹ میں مولانا سمیع الحق اور قاضی عبد اللطیف نے شریعت بل کا ایک مسودہ پیش کیا گیا۔ اس بل پر حنفی مکتبِ فکر کی چھاپ ہونے کا الزام لگا کر دینی حلقوں نے ہی مخالفت شروع کر دی تھی۔ پھر سینٹ میں پیش کردہ شریعت بل کے اندر کچھ اصلاحات کر کے مختلف مکاتبِ فکر کا ایک متفقہ شریعت بل بھی متعارف کرایا گیا جس کو جامعہ نعیمیہ، لاہور میں منعقدہ ایک عظیم الشان کنونشن میں علما کے ایک بڑے اجتماع کی طرف سے منظور کر کے حکومت سے اس کے نفاذ کا مطالبہ کیا گیا جس پر بعد ازاں جامعۃ المنتظر، لاہور کے اکابرین نے بھی صاد کیا۔ اس طرح متفقہ شریعت بل 1986ء کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ قراردادِ مقاصد اور 22 نکات کی طرح نفاذِ شریعت کے لیے یہ بھی مختلف مکاتبِ فکر کا متفقہ مطالبہ تھا۔ بعد میں ضیا حکومت کے خاتمے پر شریعت بل کے نفاذ کی تحریک مدہم پڑ تی گئی، اور آخر کار 1991ء میں نواز شریف حکومت نے ایک غیر مؤثر 'شریعت ایکٹ 1991ء' کے نفاذ سے اس عوامی مطالبہ کا اس طرح خاتمہ کر دیا کہ اس سے شریعت کے نام کے علاوہ نفاذِ اسلام میں کوئی خاطر خواہ پیش رفت نہ ہو سکی۔

4-اسلامی جمہوریہ پاکستان میں نہ تو جمہوری حکومت چل سکی اور نہ ہی کوئی ایسا مارشل لاء لگایا گیا جس میں مکمل طور پر اسلامی نظام قائم کیا گیا۔ ضیاء دور کے بعد مسلم لیگ (نواز شرید گروپ) اور پاکستان پیپلز پارٹی، ایک کے بعد ایک حکومت کرتی رہی۔ پرانے نعروں کے بعد کسی نے قرض اتارو ملک سنوارو کا نعرہ لگا یا کسی نے اسلامی سزاؤں پر تنقید کی، ان برسوں میں ملک کو نفرت کی آگ میں دھکیل دیا گیا، مختلف مذہبی اور لسانی جماعتیں اسلحہ و بارود سے لیس ہو گئیں۔ جنرل پرویز مشرف ایک طاقت ور اور سمجھ دار جرنیل تھے انہوں نے اپنے ذاتی فکر و فلسفے کے تحت ملک کی باگ دوڑ سنبھالی اور ملک کو مستحکم کیا بعض جماعیوں پر پابندی بھی لگائی۔

5۔ پاکستانی عوام کو تحریک انصاف کی حکومت کچھ امیدیں وابستہ ہو گئیں تھی، اسلامی نظریاتی کونسل بھی اپنے قیام کے بعد سے ہی فعال رہی۔ تحریک انصاف کی حکومت میں انہیں بھی اپنی کاوشیں پیش کرنے کے مواقع میسر آئے۔ لیکن ابھی تک نہ تو مکمل اسلامی نظام کا قیام عمل میں لایا جا سکا۔ اور نہ ہی پہلے جیسا اخلاص باقی رہا، بڑے بڑے علماء مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی، علامہ غلام احمد پرویز، علامہ عبدالستار خان نیازی، مولانا شاہ احمد نورانی، مفتی محمود، پروفیسر عبدالغفور احمد، مفتی محمد شفیع عثمانی، مولانا شفیع اوکاڑوی، جسٹس شجاعت علی قادری، جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری، پروفیسر شاہ فرید الحق، علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری اور سید شاہ تراب الحق قادری، ایک ایک کر کے اللہ کو پیارے ہو گئے۔

ڈاکٹر حافظ حسن مدنی (مدیر: ماہنامہ محدث)، اپنی ایک تحریر "پاکستان میں نفاذ شریعت کے اہم مراحل، ایک تاریخی مطالعہ" میں لکھتے ہیں:

اِن دنوں دستورِ پاکستان کی 18 ویں ترمیم کا چرچا ہے، قانونی تقاضے پورے کرکے اس کے مطابق دستور میں ترمیم کی جاچکی ہے، لیکن یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ پاکستان کے موجودہ ابتر حالات کا ایک پس منظر حکومت کے نفاذِ شریعت کے اقدامات سے اسلام پسند عوام کا اعتماد اُٹھ جانا بھی ہے، اور اس سمت 18 ویں ترمیم میں سرے سے کوئی پیش قدمی نہیں کی گئی۔ اسی تناظر میں گذشتہ برس شمالی علاقہ جات میں نفاذِ شریعت محمدی کی بھرپور تحریک اُٹھی تھی جن کا واحد مطالبہ شرعی قوانین کا نفاذ تھا اور اس کے ذمہ داران امن وامان کی ہمہ نوعیتی ذمہ داری اُٹھانے کو تیار تھے۔ اسی مقصد کے لئے 'امن مارچ' کے علاوہ چند روز شرعی عدالتوں کے قیام نے اہل سوات کو سکھ کا سانس لینا بھی نصیب کیا۔ فوری طور پر تو اُس تحریک کو امریکی دباؤ کے نتیجے میں دبادیا گیا، لیکن مستقبل میں بھی جب نفاذِ شریعت کی کوئی تحریک چلے گی تو اس کے لئے درست لائحۂ عمل کا تعین اشد ضروری ہوگا۔[16]

اسلامی نظام کے قیام کی ضرورت:

اسلامی نظام، اپنے تصور انسان، صفتِ دوام، مساوات، تصور آخرت وخوف الہ، نظام عقوبات، تصور قضا، شہادت کے معیار اور سیدھے سادے طریق کار کی بناپر دنیا کے تمام نظاموں سے فائق ہے۔ مغرب کے نظام کو اسلامی نہیں بنایا جاسکتا ہے۔ اس لیے کہ اسلامی نظام میں تصور انسان کچھ اور ہے اور مغرب کے نظام میں کچھ اور، انسانیت کا تصور ہی وہ بنیاد ہے جس پر قوانین کی تدوین عمل میں آتی ہے۔ اس لیے اسلامی جمہوریہ پاکستان میں اسلامی نظام کو ہی نافذ ہونا چاہیے۔ اور یہ بھی سمجھنا چاہیے کہ اسلامی نظام کے نفاذ کی ذمے داری صرف حکومت پر عائد نہیں ہوتی ہے بلکہ یہ پاکستانی عوام کی بھی ذمہ داری ہے کہ جن بنیادوں پر اس مملکت کا قیام عمل میں لایا گیا اسے ہر صورت میں نافذ کیا جائے اور اس کے نفاذ کی ذمہ داری ہر شخص پر حسبِ حیثیت لازم ہے۔ اب تک ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ کی کوششیں کی گئیں اور اس کے لیے عملی اقدامات بھی کیے گئے لیکن یہ کوششیں بارآور نہ ہوسکیں۔

ڈاکٹر زاہد عطا اپنے ایک مقالے "پاکستان کے نظام حکومت میں خرابی کی چند وجوہات" میں رقم طراز ہیں:

"جنرل ضیاء کی وفات کے بعد چار انتخابات جماعتی بنیادوں پر منعقد ہوچکے ہیں لیکن ملکی حالات خواہ وہ معاشی ہوں، معاشرتی ہوں یا سیاسی، پہلے سے بھی ابتر ہوچکے ہیں۔ عوام وخواص پریشان بلکہ مایوس دکھائی دیتے ہیں۔ مسلم لیگ (ن) کو عوامی اکثریت کی حمایت حاصل رہی لیکن اکثر باشعور مسلم لیگی بھی یہ کہتے تھے کہ نواز شریف صاحب اور ان کے ساتھی ملکی حالات کو فوراً سدھارنے کی اہلیت نہیں رکھتے اور فی الواقع وہ اپنے کسی بھی دورِ حکومت میں ملکی نظام میں کوئی بنیادی تبدیلی نہ لاسکے۔

فرقہ اور مسلک کی بنیاد پر قائم مذہبی سیاسی پارٹیوں اور رہنماؤں میں بھی کوئی شخصیت نظر نہیں آتی جو اس کرپٹ معاشرے اور نظام کو سیدھی راہ پر ڈال سکے۔ پاکستان میں اس وقت کچھ جماعتیں موجودہ نظام کے تحت ہی ملکی نظام کو چلانا چاہتی ہیں جن میں مسلم لیگ (ن) اور پیپلزپارٹی سرفہرست ہیں۔ کچھ چھوٹی علاقائی اور شخصی پارٹیاں مثلاً اے این پی، جمہوری پارٹی، ایم کیو ایم وغیرہ بھی جمہوری پارلیمانی نظام کے تحت ہی رہنا چاہتی ہیں۔

جماعت اسلامی جو پاکستان کی سب سے منظم جماعت ہے اور تربیت یافتہ کارکنوں کی ایک کثیر تعداد رکھتی ہے، ایک طرف مکمل اسلامی نظام کی داعی بھی ہے اور دوسری جانب موجودہ سسٹم کے تحت ہونے والے ہر الیکشن (سوائے ۱۹۹۷ء) میں حصہ بھی لیتی رہی ہے لیکن اپنی تنظیم، قربانیوں اور پاکستان اور اسلام کے ساتھ والہانہ لگن کے باوجود بادی النظر میں عوام کی اکثریت کو قائل نہیں کرسکی۔ ۲۴ جون ۱۹۹۶ء کو بے نظیر حکومت کی بدعنوانیوں کے خلاف ہونے والے مظاہرے اور پھر ۲۸ اکتوبر ۱۹۹۶ء کے اسلام آباد دھرنے کے پروگرام سے لے کر اب تک جماعتِ اسلامی مسلسل یہ مطالبہ کررہی ہے کہ موجودہ نظام کو بدلے بغیر اصلاح ناممکن ہے۔ قاضی حسین احمد کا یہ تجزیہ درست معلوم ہوتا ہے جس کے مطابق پیپلزپارٹی اور مسلم لیگ کی موجودہ لیڈرشپ میں نہ صلاحیت ہے اور نہ ان کی یہ سوچ ہے کہ پاکستان کو صحیح معنوں میں ایک اسلامی مملکت بنایا جائے۔"[17]

خلاصہ:

اسلامی نظام کے قیام کی جدوجہد کو نہ صرف اجتماعی سطح پر بلکہ ہر فرد کی ذاتی زندگی میں بھی اخلاق وکردار کے مطابق، اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے تیز اور مؤثر بنایا جانا ضروری ہے۔ اس نظام کے قیام کا مقصد ایک ایسا معاشرہ تشکیل دینا ہے جہاں برائی اور بے حیائی، ظلم وستم، حسد ودشمنی کا خاتمہ ہو، اور ایک پرامن فضا قائم ہو۔ ایسا معاشرہ نہ صرف افراد کو باعزت زندگی گزارنے کی سہولت فراہم کرے بلکہ ملک کو ترقی، خوشحالی اور استحکام کی راہ پر بھی گامزن کرے۔ ہر شہری خوش وخرم ہو، اپنے روزمرہ کے کام احکامات خداوندی کے مطابق انجام دے، اور معاشرتی، اقتصادی اور روحانی سکون کے ساتھ زندگی گزار سکے۔ اسلامی نظام کے نفاذ سے نہ صرف فرد کی روحانی نشوونما ممکن ہے بلکہ اجتماعی سطح پر بھی عدل، مساوات اور بھائی چارے کے اصول مضبوط ہوں گے، جس سے ایک متوازن اور خوشحال معاشرہ قائم ہوگا۔

حوالہ جات

---

[1] سورہ یوسف (12) الآیۃ: 40

[2] سورہ المائدہ (5) الآیۃ: 40

[3] سورۃ آل عمران (3) الآیۃ: 83

CC BY

[4]سورۃ آل عمران(3)الآیۃ: 247

[5]سورہ البقرۃ(2)الآیۃ:247

[6]سورۃ آل عمران(3)الآیۃ:26

[7]سورہ المائدہ(5)الآیۃ:49

[8]سورہ نور(24)الآیۃ:55

[9] آیت استخلاف کا قرآنی مفہوم،ڈاکٹر شاکر حسین خان،ماہنامہ صوت الحق، کراچی،جون 2017ء،ص:20۔21۔

[10] سورہ الانبیاء(21)الآیۃ: 105

[11]سورہ الحج(22)الآیۃ:41

[12]سورہ آل عمران(3)الآیۃ:110

[13]سورہ المائدہ(5)الآیۃ:44

[14]سورہ المائدہ(5)الآیۃ:45

[15]سورہ المائدہ(5)الآیۃ:47

[16]پاکستان میں نفاذ شریعت کے اہم مراحل،ایک تاریخی مطالعہ،ڈاکٹر حافظ حسن مدنی،ماہنامہ محدث،لاہور،مئی 2010ء،ص:2

[17]پاکستان کے نظام حکومت میں خرابی کی چند وجوہات،ڈاکٹر زاہد عطا،ماہنامہ الشریعہ، گجرانوالہ،اکتوبر 2001ء،ص:32۔33

CC BY